© rasailojaraid.com

کہنا جو تھا اُفق کو بے لوث کہہ دیا
اب اس کے بعد آپ ہیں اور آپ کا خیال

غزل

بہ تمثالِ ذرہ اُڑا جا رہا ہوں
حجابِ ضیا میں چھپا جا رہا ہوں

نہ معلوم منزل کہاں ہے کدھر ہے
زہے شوق پھر بھی چلا جا رہا ہوں

نہ قیدِ زماں ہے نہ قیدِ مکاں ہے
ازل سے ابد تک چلا جا رہا ہوں

قسم تیری مے بار آنکھوں کی ساقی
کہ لہروں میں مے کی بہا جا رہا ہوں

سرِ رہ گذر اور یہ باد و باراں
سرِ شام ہی سے بُجھا جا رہا ہوں

وہ خورشیدِ تاباں میں شبنم سراپا
نگاہِ غضب سے کھنچا جا رہا ہوں

وہ محجوب آنکھیں وہ نادم نگاہیں
وفورِ کرم سے مٹا جا رہا ہوں

نہ جانے وہ کب آ کے تسکین دینگے
چراغِ سحر ہوں بُجھا جا رہا ہوں

فنا ہی سے ہوتی ہے قربت میسّر
میں اُن تک بہ رنگِ حنا جا رہا ہوں

یہ کس گلبدن کا ہے فیضِ تصور
کہ میزانِ گل میں تُلا جا رہا ہوں

یہ دنیائے رنگیں یہ جلووں کا عالم
نگاہِ تحیّر بنا جا رہا ہوں

شب تار، ساحل بہت دور لیکن
بلا منتِ ناخدا جا رہا ہوں

سعید اب نہیں کوئی ارمان باقی
اُمیدوں کی دُنیا لٹا جا رہا ہوں

نینی تال ۲۵ مئی ۳۹ء

سعید احمد اکبرآبادی

© rasailojaraid.com